

شیخ الحدیث حضرت مولانا حسن جان کی المناک شہادت

رمضان المبارک کی روح پرور مسرتیں اور مقدس ساعتیں اس وقت غم و اندوہ میں تبدیل ہو گئیں جب پاکستانی قوم کو اس المناک حادثہ کی خبر نے ہلا کر رکھ دیا۔ ابھی تو لال مسجد کے شہیدوں کا خون بھی خشک نہیں ہوا تھا اور ابھی اس حادثہ کے غم سے قوم ٹھہاں تھی کہ ایک اور قیامت نما حادثہ نے ری سہی صبر و ہمت کی متاع اور تسلیم و رضا کی جمع پونجی ایک بار پھر لوٹ لی۔ یہ شیخ الحدیث حضرت مولانا حسن جان نور اللہ مرقدہ کی شہادت تھی۔ مولانا ”صوبہ سرحد“ پاکستان اور عالم اسلام کے نہایت ہی قابل احترام ممتاز بزرگ مذہبی و سیاسی رہنما، ہشت پہلو ہستی اور طبقہ علماء اور عوام الناس ہر دو میں ہر دو عزیز شخصیت تھے۔ مولانا جیسی بے ضرر، معر، علمی و روحانی شخصیت پھول کے واری بھی سزاوار نہ تھی۔ نہ جانے کس طرح درندہ مفت قاتلوں نے حضرت مولانا کو یمن غروب آفتاب کے وقت روزہ کی حالت میں پے در پے فائر کر کے شہید کر دیا۔ مولانا نے شہد کی صورت میں بیٹھ کر اپنی ناتواں جاں کا نذرانہ خالق ارض و سماء کے حضور پیش کر دیا اور یوں بوقت شہادت بیت نماز اختیار کر کے بندگی کا حق ادا کر دیا۔

حضرت مولانا کی اس ضعیف العمری میں اس قدر بہیمانہ قتل نے صوبہ سرحد اور خصوصاً علماء و طلباء کے اذان ہوش کو شل کر دیا۔ کیونکہ مولانا اس گئے گزرے دور میں ایک گوہر نایاب تھے۔ آپ علمی و تدریسی صلاحیتوں کے ایسے دریائے بے کنار تھے جو تقریباً پچاس برس تک علم و فن اور حدیث و سنت کے پیاسوں کی تشنگی بجھاتے رہے۔ مولانا مرحوم کی صفات اور کمالات ان گنت تھے۔ قلم اور دل حیراں و پریشاں ہیں کہ کس کس صفت کا ذکر کیا جائے اور کس کس کمال کے ضیاع پر ماتم کیا جائے۔ یوں بھی مسلسل نامور علماء اور مذہبی شخصیات کی پے در پے شہادتوں نے اس ملک کو علماء کے لئے ایک قتل گاہ بنا دیا ہے۔ مولانا مرحوم گزشتہ ۲۰-۲۵ برس سے مسجد درویش پشاور سے وابستہ تھے۔ یہیں آپ نے سارے عرصہ میں حدیث کا درس یکسوئی کے ساتھ دیا۔ اور اسی مسجد کے آپ خطیب بھی تھے۔ اس سے قبل آپ نے دارالعلوم حقانیہ میں تقریباً ڈھائی تین برس احادیث کی بڑی اہم کتب پڑھائیں۔ آپ حضرت مولانا عبدالحق نور اللہ مرقدہ کی خصوصی دعوت پر دارالعلوم تشریف لائے۔ مولانا مرحوم کی حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہ کے ساتھ گہری عقیدت تھی۔ اس کے علاوہ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کے ساتھ آپ کے بڑے بے تکلفانہ مراسم تھے۔

مدینہ منورہ میں زبانہ طالب علمی میں مولانا حضرت کی علمی مجلسیں بختی تھیں جو بعد میں مدینہ کی کچھ رشتہ اخلاص و وفا کی صورت میں قائم رہیں۔ راقم اور برادر محترم مولانا حامد الحق جو اس وقت بیچے تھے۔ تو حضرت ہمارے ساتھ انتہائی پیار محبت

اور شفقت کا مظاہرہ فرماتے تھے اور آخر تک شفقت کا یہ سلسلہ جاری رہا۔ راقم کی ناپختہ تحریریں جب بھی آپ کا نظر سے گزرتیں تو آپ اپنے پاکیزہ اور نیک خواہشات کا اظہار فرماتے۔ جو جو صلہ افزائی اور اصاغر پروری کی عظیم مثال ہے۔ آپ کا طریقہ تدبیریں مثالی اور منفرد تھا۔ دورانِ درس آپ ایسے ایسے نکات فرماتے کہ عقل اس فصاحت و بلاغت پر عرشِ عرش کراٹھتی۔ معلومات کا تو گویا آپ ایک گنجینہ تھے۔

خصوصاً تاریخ اور عربی ادب پر تو آپ کی بڑی گہری نظر تھی۔ آپ ایک بے نظیر مورخ تھے، یہی وجہ تھی کہ ماضی کے تجربات کی بناء پر آپ انتہائی دوراندیش وسیع الشرب اور معتدل مزاج کی حامل شخصیت تھے۔ مختلف قومی و ملی مسائل پر آپ نے ہمیشہ دو ٹوک موقف اپنایا۔ نہ کبھی غیروں سے دبے اور نہ کبھی اپنوں کی بے جا ناز برداریاں برداشت کیں۔ الغرض جس موقف کو صحیح سمجھا اس پر زندگی بھر عمل پیرا رہے۔ شاید یہی صفت ان کی طبیعت ثانیہ بن گئی تھی۔ اور عوام بھی اسی بناء پر آپ کے گرویدہ اور معتقد بن گئے تھے۔ صوبہ سرحد بالخصوص چارسدہ جو عوامی نیشنل پارٹی کا مضبوط گڑھ ہے اور اس کے رہنما خان عبدالولی خان جیسی قدآور سیاسی شخصیت کا آپ جیسے قلندر اور آزاد منش عالم دین کے ہاتھوں شکست کھانا اور سیاست سے کنارہ کشی اختیار کرنا آپ ہی کی سحر انگیز شخصیت کا انفرادی کرشمہ تھا۔

مولانا مرحوم اس گئے گزرے دور میں مسند حدیث کی وہ منفرد شیخ فروزاں تھے جس کی ضیا پاشیوں اور نورانی کروں نے ایک عالم کو منور کئے رکھا۔ افسوس مسند حدیث کی رونقیں ماند پڑ گئیں اور وہ خوبصورت حسین و جمیل نفس الطبع خورشید علم خاک تیرہ میں روپوش ہو گیا۔ جان کر جملہ خاصانِ میخانہ مجھے مدتوں رویا کریں گے جامِ وینا نہ مجھے افسوس آپ کے قتل کے متعلق اتنی متضاد آراء اور منفی پروپیگنڈے کئے جا رہے ہیں کہ یوں لگتا ہے کہ

ع جیسے تمام شہر نے پہنے ہوئے ہیں دستانے..... حقائق اور قاتلوں کو تلاش کرنا مرکزی اور صوبائی دونوں حکومتوں کی اہم ذمہ داری ہے افسوس آج دس دن سے زائد ہونے کو ہیں اور مولانا مرحوم کے قاتل ابھی تک پردہ اخفاء میں ہیں۔ یہ امر اور بھی تکلیف دہ ہے کہ مولانا مرحوم جو ایم ایم اے کی مرکزی اور صوبائی حکومت کے خصوصی معاون اور سرپرست تھے۔ انہی کی حکومت میں بیدردی کے ساتھ شہید کر دیئے گئے جو کہ نہایت ہی افسوسناک واقعہ ہے۔ صوبہ سرحد اور خصوصاً پاکستان کے حالات بد قسمتی سے ہر لحاظ سے ناگفتہ بہ ہو رہے ہیں اور کچھ بیرونی طاقتیں اس صورت حال کو مزید بگاڑ کی طرف لے جا رہی ہیں۔ مولانا مرحوم کا قتل بھی ایک بہت بڑی گہری عالمی سازش کا حصہ ہے اس کے عواقب اور نتائج انتہائی خطرناک اور ہمایاں ہو سکتے ہیں۔ یہاں پر یہ بات قابل غور ہے کہ نامعلوم قاتلوں نے مولانا کے قتل سے علماء و مجاہدین کے درمیان غلط فہمی پیدا کرنے کی بھی کوشش کی ہے تاکہ دونوں طبقوں میں انتشار اور تفرقہ ڈالا جاسکے۔ آخر میں ہم مولانا مرحوم کے چاروں صاحبزادگان اور پسماندگان سے دلی تعزیت کرتے ہیں کہ دارالعلوم حقانیہ اس کو اپنا غم سمجھتا ہے۔